پیشکش: پیامِ قرآن

ختمِ نبوت اور قرآن

تحریر و تحقیق

محمد حنیف

www.facebook.com/payamequran

ختم نبوت اور قرآن

تحریر و تحقیق: محمد حنیف

دور جدید کی ترقی، خصوصاً انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے ہونے والی پیش رفت اور نت نئ ایجادات دیکھ کر علامہ اقبال علیہ رحمہ کا شعر ذہن میں گونج اُٹھتا ہے

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

غور فرمائیں، کس طرح زندگی کے وہ لوازمات، جن کے بغیر معاملات زندگی کا تصور بھی محال تھا آج قصہِ پارینہ بن کے رہ گئے ہیں۔ انسانی زندگی کی بیشتر ضروریات کس طرح، ایک چھوٹے سے موبائیل، لیپ ٹاپ اور آئی پوڈ میں سمٹ کر رہ گئی ہیں۔ ایک چھوٹے سے موبائل نے کس طرح، کیمرہ، بڑی بڑی فوٹو لیباریٹریز، میوزک سسٹم، ٹارچ، کیل کولیٹر، رائٹنگ پیڈ، قلم، الارم، تاروں کے

بنڈل اور بہت ساری اشیاء زندگی کو بے کار اور غیر اہم بنا کر ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا ہے۔ فائلوں کے ڈھیر، ان کی الماریاں، ان الماریوں کی گرد صاف کرتے ہوئے کارندے، کاروبار کے حساب کتاب، کھاتے، لائبریریاں، سی ڈیز، وڈیو اور آڈیو کیسٹس کے ڈھیر، غرض کیا کیا، ایک لیپ ٹاپ میں سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ اب ہم جہاں جاتے ہیں ہمارا سارا ریکارڈ، ہمارے ماضی حال کی تصویری داستانیں، سب ہمارے ساتھ ساتھ چپکی ہوئی ہیں۔

کس طرح انٹرنیٹ نے انسانوں کو علم اور آگہی کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ آج میں ایک ڈاکٹر نہ ہونے کے باوجود اپنی صحت اور اس سے متعلق تمام معلومات سے مکمل طور پر آگاہ ہوں۔ ایک ماہر معاشیات نہ ہونے کے باوجود کاروبار سے متعلق کوئی دشواری اب میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی اور میرے انگلی کے ایک بٹن کے نیچے دبی میرے حکم کی محتاج ہے۔ ایک وکیل نہ ہونے کے باوجود قانون کی شقیں، میری انگلی کے اشارے پر میرے سامنے آشکار ہونے کو بے تاب ہیں۔ پانچویں، یا چھٹی کلاس کا طالب علم اپنے اس استاد سے جس سے وہ اردو پڑھ رہا ہے انگریزی پڑھ رہا کتنے ہی معاملات میں کئی گنا زیادہ معلومات رکھتا ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ ایک "**انسان معلم**" کی حیثیت بھی ماضی کا کوئی قصہ بننے جا رہی ہے اور اس کی جگہ ایک "انٹرنیٹ معلم" یعنی برقی کتاب نے لے لی ہے۔ آج ہم اپنی ضرورت کی تمام معلومات بغیر کسی "**انسان معلم**" کے از خود کسی کتاب سے اور اب ان "برقی کتب" سے اتنی آسانی سے حاصل کرنے پر قادر ہیں کہ جن کا شاید چند دہائیوں پہلے تصور بھی نہ تھا۔

آج اکیسوئیں صدی میں ترقی کا یہ عالم ہے، کہ عقل حیران اور ذہن گنگ ہے۔ہم نہیں جانتے کہ ترقی کے اس سفر کی انتہا کیا ہے۔ **لیکن اس خالق حقیقی رب ذوالجلال کی بصیرت سے باہر نہیں۔ پیدائش کائنات سے لے کر اس کی انتہا تک کا ہر مرحلہ اس کی عظیم الشان مشیت کے مطابق مصروف عمل ہے۔وہ جانتا ہے کہ کب کیا ہونا ہے۔ کب کیا ہونا چاچیے۔**اس نے انسانی ترقی کی معراج اس دور کو قرار دیا ہے کہ **جب کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا محتاج نہ ہو۔اپنی انفرادی حیثیت اور مقام کا مالک ہو۔ آزادو خود مختار ہو۔نہ حاکم ہو اور نہ محکوم۔بس اپنے رب کا عبد ہو۔**

ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ [۸۲:۱۷]ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ [۸۲:۱۸]يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ [۸۲:۱۹]

اور تم کیا جانو کہ وہ دور کہ جب دین مکمل طور نافذ ہو چکا ہو گا، کیا ہو گا۔ دوبارہ سنو کہ وہ دور کہ جب دین مکمل طور پر نافذ ہو چکا ہو گا، کیا ہو گا۔یہ وہ دور ہو گا جب کسی انسان کا دوسرے انسان پر کوئی تسلط نہیں ہو گا۔اور ہر کام اللہ کے عطا کئے ہوئے قانون کے مطابق ہو گا۔۔۔ مفہوم

حاکم و محکوم، کمزور و طاقت ور، مالک و ملازم، استاد و شاگرد وغیرہ۔یہ سب انسانوں کے بالا دست اور زیر دست ہونے کی نشانیاں ہیں لیکن مشیت خداوندی انسان کو اس کی اپنی منفرد حیثیت میں آزاد اور خود مختار دیکھنا چاہتی ہے۔یہ ہی وہ بنیادی فلسفہ ہے جو ختم نبوت و رسالت کی بنیاد ہے۔

جب آدم نے اپنی کوتاہی، غلطی کا اعتراف کیا۔ جب اس پر شرمندگی کا اظہار کیا اور اپنے رب سے رحمت کی درخواست کی تو اللہ نے اس سے فرمایا۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿البقرة:۳۸﴾

ہم نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پہنچے تو (اس کی پیروی کرنا کہ) جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اپنے وعدے کے مطابق اس رب کریم نے انسانوں پر متواتر انبیاء کرام علیہ سلام کا نزول فرمایا ۔ انہیں کتاب ہدایت عطا فرمائی جس کے ذریعے وہ اپنے دور کے لوگوں کو درست راہ کی راہنمائی فرماتے تھے۔ لیکن وہ خدا جو انسان کی انفرادی شخصیت اس کی خودمختاری اس کی آزاد حیثیت کا متمنی تھا، وہ جانتا تھا کہ کسی مقام پر ایسا نہ ہو جائے کہ عام انسان اپنے انبیاء کو اپنے سے برتر کوئی مخلوق سمجھنے لگ جائیں ۔ ان کی پرستش کرنے لگ جائیں ۔ چنانچہ اس نے واضح الفاظ میں اپنے ان مرسلین کی "حقیقی حیثیت" کا اعلان فرما کر، عام انسان کو یہ پیغام بھی دے دیا کہ وقتی طور پر کہ جب انسانی عقل و شعور، فہم و فراست، عہد طفولیت میں ہے۔ اسے راہنمائی کے لیے ایک " **انسانی معلم** "کی ضرورت

ہے۔ اس لیے ہم نے ان انسانوں کو تمہاری رشد و ہدایت کی پیغام رسانی کے لیے منتخب کیا ہے ورنہ یہ تمہاری طرح کے ہی انسان ہیں۔ فرمایا۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا [۱۸:۱۱۰]

کہہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے [احمد علی]

اور ہر نبی سے اس اقرار کے بعد کہ میں تمہارے جیسا ایک انسان ہی ہوں صرف اس فرق کے ساتھ کہ مجھ پر وحی آتی ہے خود ان کی حیثیت کا تعین بھی فرمادیا۔ فرمایا

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ [۳:۷۹]

کسی بشر کو یہ حق نہیں ہے کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہ کہے گا) تم اللہ والے بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس وجہ سے کہ تم خود اسے پڑھتے بھی ہو، [طاہر القادری]

یعنی اگر ان بندوں کی طرف وحی نازل کی جاتی ہے، تو ایسا ہر گز نہیں ہے کہ یہ انسانوں سے بالا کوئی مخلوق ہیں، اور اس وجہ سے ان کی پرستش کرنا شروع کر دو، یا ان ہی کو دین کی انتہا سمجھنا شروع

کر دو۔ نہیں بلکہ اصل مقصود تو تمہیں اپنے رب کی پہچان کروانی ہے۔ اصل شئے تو تمہارا دین ہے۔ نبی ورسول تو آتے جاتے رہے ہیں اور اگر یہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی کل نہ رہے گا، تب بھی تمہیں اپنے دین پر چلنا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿آل عمران:۱۴۴﴾

محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، اُن سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں، پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو! جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اس کی جزا دے گا[ابوالاعلی مودودی]

یعنی رسول کا کام تو اپنے رب کا پیغام، حرف بہ حرف، بغیر کسی ترمیم کے، مکمل حالت میں، اپنے لوگوں تک پہنچانا اور پھر اپنے لوگوں کے ساتھ باہمی مشاورت سے اس پیغام کو عملی طور پر اپنے معاشرے میں نافذ کرنا ہوتا ہے۔ یہ ہی کچھ تمام انبیاء علیہ سلام نے کیا۔ یہ ہی کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بھی کیا۔

صدیوں کی مسافت، کٹھن وصبر آزمامراحل سے گزرنے کے بعد، انسانی فہم وفراست، عقل وشعور ،دور نبوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بلوغت کے اس مقام پر پہنچ گئی تھی کہ دین کے حوالے سے اسے کسی "انسانی معلم" کی احتیاج نہ رہی۔ انسانی شعور اس مقام پر پہنچ گیا تھا کہ جب وہ اپنے رب کی عطا کی ہوئی ہدایت کو بغیر کسی انسان کی راہنمائی کے ، از خود سمجھ بھی سکتا تھا، اور اس پر عمل بھی کر سکتا تھا ۔چنانچہ اس مقام پر،رب کائنات نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت سلسلہ رشد وہدایت کے اس عمل کو، ایک ابدی ، غیر متبدل اور مکمل ضابطہ حیات کے نزول اور اس کی تاقیامت حفاظت کا ذمہ لے کر ہمیشہ کے لیے ختم فرمادیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آ سکتا ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب چنانچہ ارشاد فرمایا۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴿الأحزاب:۴۰﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے [طاہر القادری]

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی و رسول ہے اور نہ ہی قرآن کریم کے بعد کوئی آسمانی کتاب۔ **محمد ﷺ اپنے دور کے تمام انسانوں اور ان کے بعد آنے والے تمام انسانوں کے لیے اللہ کے رسول ہیں۔** چنانچہ ارشاد فرمایا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ [۷:۱۵۸]

اے محمد ﷺ، کہو کہ "اے انسانو، میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اُس کی امید ہے کہ تم راہ راست پا لوگے" [ابوالاعلیٰ مودودی]

آیت مذکورہ میں لفظ "**النـاس**" اور "**جميعـا**" قابل غور ہیں۔ اس میں تمام کی تمام انسانیت آ جاتی ہے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [۳۴:۲۸]

اور (اے نبی ﷺ)، ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں [ابوالاعلیٰ مودودی]

آیت بالا میں لفظ "**کافۃ للناس**" حرف آخر ہے۔ تمام کی تمام انسانیت۔ وہ جو اس وقت تھے اور وہ بھی جو آئندہ آئیں گے۔ سب کے سب انسانوں کے لیے رسول۔ مزید فرمایا۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [٦٢:٢] وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [٦٢:٣]

وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور اِن میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اِس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی اِن لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی اِن کے بعد کے زمانہ میں آئیں گے)، اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے، [طاہر القادری]

وہ لوگ جو اس وقت حضور اکرم ﷺ کے مخاطب تھے ان کے لیے بھی رسول اور وہ لوگ جو اس مخاطب قوم کے بعد آئیں گے ، ان سب کی طرف بھی رسول اور اس آخری پیغام " **قرآن کریم** " کے حوالے سے ارشاد فرمایا۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ [۶:۱۹]

آپ (ان سے دریافت) فرمایئے کہ گواہی دینے میں سب سے بڑھ کر کون ہے؟ آپ (ہی) فرما دیجئے کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، اور میری طرف یہ قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تمہیں اور ہر اس شخص کو جس تک (یہ قرآن) پہنچے ڈر سناؤں۔ کیا تم واقعی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود (بھی) ہیں؟ آپ فرما دیں: میں (تو اس غلط بات کی گواہی نہیں دیتا، فرما دیجئے: بس معبود تو وہی ایک ہی ہے اور میں ان (سب) چیزوں سے بیزار ہوں جنہیں تم (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو، [طاہر القادری]

مزید ارشاد فرمایا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ 5/3

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔۔۔ جناب مودودی صاحب

مزید ارشاد فرمایا۔

أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ [۶:۱۱۴]

پھر جب حال یہ ہے تو کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں، حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب نازل کر دی ہے؟ اور جن لوگوں کو ہم نے (تم سے پہلے) کتاب دی تھی وہ جانتے ہیں کہ یہ کتاب تمہارے رب ہی کی طرف سے حق کے ساتھ نازل ہوئی ہے لہٰذا تم شک کرنے والوں میں شامل نہ ہو [ابو الاعلیٰ مودودی]

نہ صرف یہ کہ کتاب مفصل ہے۔ بلکہ ہر شئے کو بیان کر دینے والی کتاب ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ [١٦:٨٩]

(اے محمد ﷺ، اِنہیں اُس دن سے خبردار کر دو) جب کہ ہم ہر امت میں خود اُسی کے اندر سے ایک گواہ اٹھا کھڑا کریں گے جو اُس کے مقابلے میں شہادت دے گا، اور اِن لوگوں کے مقابلے میں شہادت دینے کے لیے ہم تمہیں لائیں گے اور (یہ اسی شہادت کی تیاری ہے کہ) ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے [ابو الاعلیٰ مودودی]

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ [٦:١١٥]

تمہارے رب کی بات سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے، کوئی اس کے فرامین کو تبدیل کرنے والا نہیں ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے[ابوالاعلی مودودی]

نہ صرف یہ کہ کتاب نازل فرمادی بلکہ تاقیامت اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود ہی اٹھالی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[١٥:٩]

بیشک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے، [طاہر القادری]

چنانچہ آیات بالا سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رشد و ہدایت کا وہ سلسلہ جو حضرت نوح علیہ سلام سے شروع ہوا تھا وہ نبی آخر حضرت محمد ﷺ پر آکر، اختتام پذیر ہو گیا۔

اس مقام پر آکر اللہ کریم نے انسانوں کی راہنمائی کے لیے ایک غیر متبدل اور اکمل کتاب عطا فرمادی اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور "انسان معلم" کی آمد کا سلسلہ روک کر تمام انسانوں کو اپنی فہم و فراست کی بنیاد پر پیغام خداوندی کو آگے بڑھانے اور اس پیغام کے مطابق معاشرے کی تکمیل کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔

عقل کی بات ہے کہ جب محمد ﷺ تمام انسانیت کے نبی و رسول اور قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے کتاب ہو۔ ہر شئے کو بیان کر دینے والی ہو۔ مفصل ہو۔ غیر متبدل ہو۔ محفوظ ہو۔ تو پھر کس طرح کسی اور نبی و رسول یا کتاب کی ضرورت رہ جاتی ہے؟

دین تو اللہ کے نزدیک ہمیشہ سے اسلام ہی تھا۔ ہر نبی و رسول نے آکر اس دین اسلام ہی کی ترویج کی۔ اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ہر دور کے نبی و رسول کے چلے جانے کے کچھ عرصہ کے بعد اس کی قوم اپنے نبی و رسول کی تعلیمات سے روگردانی اختیار کر لیتی تھی اور اپنی مرضی کے اضافے اور ترامیم سے اپنے نبی و رسول کی اصل تعلیم کی جگہ ایک نئ تعلیم کو خدا کا پیغام کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیتی تھی۔ چنانچہ اللہ کریم پھر ایک نبی و رسول کو بھیج دیا کرتے تھے جو از سرِ نو اس قوم کو اللہ کے حقیقی پیغام کی طرف بلاتے تھے اور ان کی راہنمائی کرتے تھے۔ یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہا تا آنکہ اللہ کریم نے ایک ایسی کتاب نازل فرما دی جس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لے لیا اور اس کتاب کو مکمل ضابطہ حیات بھی بنا دیا۔ **ایک ایسی کتاب جو اپنے متن کے حوالے سے محفوظ ترین، اپنی تعلیم کے حوالے سے سے مکمل ترین، اپنے بیان کے حوالے سے مفصل ترین ہو، کیا ایسی کتاب کی موجودگی میں کسی اور کتاب کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟**

ہرگز نہیں۔ اگر ایسی کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے پیغام کی ضرورت باقی رہ جاتی ہو تو اس کتاب کی اکمل حالت میں محفوظ رکھنے کی خدائی گارنٹی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، محض ایک مذاق ہی کہلایا جاسکتا ہے اور میرا رب اس طرح کے سطحی اور جاہلانا عمل سے پاک ہے۔

کسی انسان کے مومن ہونے کی جو شرائط قرآن کریم نے واضح الفاظ میں بیان فرمادی ہیں ۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔

مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۔۔۔177/2

اللہ پر ایمان، یوم آخر پر ایمان، اللہ کے ملائکہ پر ایمان، اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان، اللہ کے بھیجے گئے انبیاء پر ایمان۔۔۔

ایمان لانے کے بعد کسی انسان کے ہدایت یافتہ ہونے کی نشانیاں اس طرح بیان فرمائی گئی ہیں۔

فرمایا۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ [۲:۳]

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے اُن کو دیا ہے، اُس میں سے خرچ کرتے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ [۲:۴]

جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [۲:۵]

ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

آیت مذکورہ اللہ کریم کی طرف سے نازل شدہ ان کتابوں پر جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوئیں اس پر ایمان کا مطالبہ کرتی ہے اور اس کتاب قرآن کریم پر ایمان کا مطالبہ کرتی ہے لیکن مستقبل میں کسی اور نازل کی ہوئی کتاب کا نہ تو کوئی ذکر کرتی ہے اور نہ ہی اس پر ایمان کا مطالبہ۔

مزید ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا [۴:۱۳۶]

اے ایمان والو! تم اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمائی ہے اور اس کتاب پر جو اس نے (اس سے) پہلے

اتاری تھی ایمان لاؤ، اور جو کوئی اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے تو بیشک وہ دور دراز کی گمراہی میں بھٹک گیا، [طاہر القادری]

صرف اور صرف اس کتاب عظیم قرآن کریم پر ایمان اس قرآن کریم سے پہلے کی تمام کتب پر ایمان اور بس۔ کسی آنے والی کتاب پر ایمان کا کوئی ذکر نہیں نہ کسی کتاب کا کوئی ذکر اور نہ ہی کسی آنے والے نبی ورسول کا کوئی ذکر۔

اب یہ تو ایک طے شدہ امر ہے کہ کسی انسان کے مومن ہونے کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ کریم کی نازل کی ہوئی تمام کی تمام کتب اور تمام کے تمام انبیاء اور رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہ کرے،

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ [۲:۲۸۵]

رسول اُس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اِس رسول کے ماننے والے ہیں، انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ: "ہم اللہ کے

رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے"[ابوالاعلی مودودی]

چنانچہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی اور رسول اور قرآن کریم کے بعد کسی اور کتاب کا آنا ہوتا تو لازم تھا کہ اللہ اپنے بندوں سے اس کا بھی اقرار کرواتا جس طرح حضور سے پہلے کے انبیاء اور کتب آسمانی پر ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

دلائل بالا اس بات کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کی نازل کردہ کتب آسمانی کے سلسلے کی آخری کتاب ہے اور نبی اکرم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کریم کی طرف سے بھیجے جانے والے انبیاء و مرسلین کے آخری نبی و رسول ہیں۔وحی خداوندی کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر اختتام پذیر ہو گیا ہے۔ رب کائنات نے آخری بار کسی انسان سے جو مکالمہ کیا وہ انسان نبی اکرم محمد ﷺ ہیں اور وہ مکالمات اس رب کائنات کی محفوظ کی ہوئی کتاب قرآن کریم میں حرف بہ حرف مکمل اور مفصل حالت میں موجود ہیں۔ **حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی بھی انسان کا براہ راست اللہ کی ذات سے ہدایت پانے، کا دعوٰی دراصل وحی پانے کا دعوٰی ہے خواہ اس کا نام کشف، الہام، وجدان یا کچھ بھی رکھ دیا جائے اور اس طرح سے یہ دعوٰی نبوت ورسالت ہے۔جو قرآن کریم کے واضح بیان سے متصادم ہے۔**

رسول

ا قبال علیہ رحمہ نے خوب کہا تھا۔

خو گر پیکر محسوس تھی انسان کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیوں کر

ایک طرف، حضرت انسان محسوسات کی دنیا کا باشندہ ہے، تو دوسری طرف اپنی فطرت میں جلد باز اور خود پر ظلم کرنے والا بھی ہے۔ یہ عمومی فطرت انسانی ہے کہ وہ آسان راستوں کا انتخاب کرتا ہے۔ مشکلات اور کٹھنائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ کم محنت سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ شارٹ کٹ کا متلاشی ہے۔

آسمانی سلسلہ رشد وہدایت کے اختتام پر اللہ کریم نے اپنے دین کی تبلیغ وترویج، اور اس کے نفاذ کی ذمہ داری امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منتقل کر دی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [۳:۱۰۴]

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے [ابوالاعلی مودودی]

یہ ہی وہ فریضہ تھا جو حضرات انبیاء کرام علیہ سلام انجام دیتے تھے یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اب یہ ہی فریضہ اس امت مسلمہ کے ذمہ لگا دیا گیا اور اس امت کو بہترین امت قرار دیا گیا کیونکہ اس امت نے تا قیامت نبوت و رسالت کے اس فریضہ کو ادا کرنا تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ [۳:۱۱۰]

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو یہ اہل کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں مگر اِن کے بیشتر افراد نافرمان ہیں [ابوالاعلی مودودی]

چنانچہ امت محمدیہ کا ہر فرد اس حکم خداوندی کے تحت اس فریضہ نبوت و رسالت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے۔ وہ لوگوں تک اللہ کی بات یعنی قرآن کریم کی تعلیم پہنچانے اور اس تعلیم کے مطابق اس دین کو عملی طور پر نافذ کرنے کا پابند ہے۔ اس جہت سے امت محمدی کا ہر فرد لغوی معنوں میں "

رسول "یعنی پیغام ربی کو لوگوں تک پہنچانے اور اس پیغام کے مطابق دین کے نفاذ کی کوشش کرنے والا ہے۔ **لیکن اصطلاحی معنوں میں رسول اس انسان کو کہتے ہیں جس پر وحی خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور یہ سلسلہ نبی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اختتام پذیر ہو گیا ہے۔**

معاشرے میں موجود برائیاں، مشکلات اور مصائب کو دیکھ کر ہمارے چند دوست یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جب ماضی میں کسی قوم میں چھوٹی چھوٹی برائیاں تھیں تو ان اقوام پر اللہ کریم اپنے نبی و رسول بھیجا کرتے تھے اور آج جب کہ ساری دنیا ان گنت مسائل کا شکار ہے قدم قدم پر ظلم، ناانصافی ، استبداد موجود ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ آج وہ خدا کوئی نبی ورسول نہیں بھیجتا؟ معاذ اللہ، کیا یہ زیادتی نہیں ہے؟

اس سوال کا جواب تو اس مضمون کے آغاز پر ہی دے دیا گیا ہے کہ کس طرح انسانی ارتقاء کی منازل طے ہو رہی ہیں۔ کس طرح انسان زیادہ سے زیادہ خود مختار اور آزاد ہوتا جا رہا ہے۔ کس طرح انسان اپنے جسمانی ارتقاء کے بعد ذہنی ارتقاء کی منازل طے کرتا چلا جا رہا ہے اور ذہنی ارتقاء کی اس منزل پر انسانی شعور اس درجہ بالغ اور خود مختار ہو گیا ہے کہ اسے اب کسی "انسانی معلم" کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اب یہ انسان اپنے شعور کی موجودہ سطح پر، خود ہی راستوں کے درست انتخاب اور صحیح منزل تک پہنچنے کے قابل ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک مکمل، محفوظ، ابدی ہدایت نامے کی موجودگی میں آج کے انسان کو کسی خارجی سہارے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ نہ ہی کسی اور آسمانی کتاب کی ضرورت

رہی اور نہ ہی اصطلاحی معنوں میں کسی نبی و رسول کی۔ **لیکن اس سچائی کی موجودگی میں کہ اب آسمان سے نہ کوئی پیغام آئے گا اور نہ ہی کوئی راہ دکھلانے والا۔ جس نے آنا تھا وہ چودہ صدیوں قبل عرب کے ریگستانوں میں اپنے جمال کی کرنیں بکھیر کر اپنے رب کے پاس واپس چلا گیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اب جو کچھ بھی کرنا ہے اس انسان نے خود کرنا ہے اور ہمارے بہت سارے احباب اس ذمہ داری کو اٹھانے کی بات تو دیگر اس کا تصور کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ چنانچہ کچھ لوگ اولیاء اللہ کی اصطلاح میں پناہ ڈھونڈتے نظر آتے ہیں اور کشف و الہام کا سہارا لیتے ہیں تو کچھ لوگ ایک نئے نبی کی آمد کو تسلیم کرتے نظر آتے ہیں اور اس بناء پر ایک الگ فرقہ "احمدی" بنا لیتے ہیں۔ تو کچھ لوگ، ایک "مہدی" کی آمد کے منتظر نظر آتے ہیں۔** اب ظاہر ہے کہ ہمارے یہ احباب، قرآن کریم سے تو اپنے ان عقائد اور نظریات کے حوالے سے کوئی سند حاصل نہیں کر سکتے، چنانچہ کتب روایات سے اپنی مرضی و منشاء کے دلائل حاصل کر کے خود کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن ہمارے وہ دوست جو کتب روایات سے اختلاف رکھتے ہیں اپنے تئیں قرآن کریم ہی کو سند تسلیم کرتے ہیں وہ بھی اس حقیقت کو ماننے اور اپنے کردار کی ادائیگی کی تیاری کے بجائے ایک نیا فلسفہ پیش کرتے ہیں کہ :

جناب قرآن کریم نے انبیاء کی آمد کے سلسلے کے اختتام کا کہا ہے لیکن اللہ کے رسول ہر دور میں آتے رہیں گے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا مگر رسول آتے رہیں گے اور حضور ﷺ کے بعد ہر دور میں آتے رہے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔

اپنے موقف کی دلیل کے طور پر وہ قرآن کریم کی کچھ آیات کو اپنے سیاق وسباق سے الگ کر کے اپنی منشاء کے معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

در حقیقت یہ نظریہ و فلسفہ جناب بہاء اللہ صاحب نے پیش کیا اور ایک قابل ذکر تعداد میں ہمارے یہ بھائی "بہائی" فرقہ کے نام سے موجود ہیں۔ جناب بہاء اللہ صاحب کا اصل وطن ایران تھا اور وہیں سے انھوں نے اس نظریہ کی ابتداء کی۔

دوستو!

جیسا کہ متعدد بار اس بات کا اظہار کرتا رہا ہوں اور اب پھر کر رہا ہوں کہ قرآن کریم کی ہدایات کو درست طور پر سمجھنے کے لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اس کی آیات کو پہلے سے طے شدہ عقیدہ کے تناظر میں سمجھنے کے بجائے بالکل خالی الذہن ہو کر سمجھیں۔ اس کی آیات کو اس کے مکمل سیاق وسباق کے ساتھ سمجھیں اور ان آیات کو درست سمجھنے کے لیے قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کو بھی سامنے رکھیں۔ اگر ہم ان باتوں کا خیال نہیں کریں گے تو سوائے گمراہی کے ہمارے حصے میں کچھ بھی نہیں آسکتا۔

آیئے سب سے پہلے ہم قرآن کریم سے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا نبی و رسول دو مختلف شخصیات ہوتی ہیں یا یہ ایک ہی بات ہے۔

نبی

عربی زبان میں لفظ "نبی" کا مادہ " **نباء** " ہے۔ جس کے معنی خبر دینا ہے۔ **ابن فارس۔ تاج العروس۔**

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ [۱۵:۴۹]

میرے بندوں کو اطلاع دے کہ بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں [احمد علی]

مزید ارشاد فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ [۲۶:۶۹]

اور انہیں ابراھیم کی خبر سنا دے [احمد علی]

چنانچہ آیات بالا سے اس مادہ "نبــاء" کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ اس جہت سے نبی، خبر دینے والے کو کہتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اس لفظ نبی کا ایک اور مادہ **" نبو "** بھی ہے جس کے معنی بلندی کے ہیں "النبی" بلند جگہ کو کہتے ہیں، نیز بلند نشان راہ، جس سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ **(تاج العروس)**

چنانچہ کوئی انسان جس سے اس کا رب مخاطب ہو اسے وحی کا علم عطا فرمائے وہ اپنے علم کی وجہ سے بلند و بالا مقام پر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ دوسرے انسانوں کے لیے نشان راہ ہوتا ہے۔ اس عظیم المرتبت انسان کو قرآن "نبی" کہتا ہے۔

رسول

عربی زبان کے مطابق "رسول" کا مادہ **"ر س ل "** ہے۔ اس کے معنی اطمینان و سکون کے ساتھ چل پڑنا ہے۔ **(تاج العروس)**

الارسال کے معنی بھیجنے کے ہیں۔

الرسول۔ جو شخص خدا کی طرف سے بندوں کی طرف بھیجا جائے **خود وہ شخص بھی رسول کہلاتا ہے اور اس کا پیغام بھی رسول کہلاتا ہے یعنی لفظ رسول۔ "رسالۃ" اور "مرسل" دونوں معنوں میں آتا ہے (تاج العروس)**

اس جہت سے رسول اس انسان کو کہیں گے جو اپنے بھیجنے والے کی طرف سے مسلسل بتدریج نہایت نرم روی سے پیغام دے۔ نیز اس کا پیغام خود بھی رسول ہوتا ہے۔**اس جہت سے ہر نبی ورسول کی کتاب بھی "رسول "ہوتی ہے۔**

وہ انسان جسے وحی خداوندی عطا فرمادی گئ ہو، **علم یقینی** کا مالک ہو جاتا ہے۔ وہ کائنات میں خدائے بزرگ وبرتر، علیم وخبیر کے بعد سب سے زیادہ علیم وخبیر ہوتا ہے اور اپنی اس جداگانہ حیثیت کی بناء پر دوسرے انسانوں کے مقابلے میں سب سے بلند وبالا مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس بلند وبالا حیثیت کو پالینے کے بعد وہ کیا کرتا ہے۔کیاوہ انسان محض لوگوں تک اپنے رب کی بات پہنچانے تک ہی محدود رہتا ہے؟ کیاوہ پیغام ربانی کولوگوں تک پہنچاکر اس مقصد کو حاصل کرلیتا ہے جس کے لیے اس کا انتخاب مشیت اپنے لامحدود علم کی بناء پر کرتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں قرآن کریم کا یہ بیان کہ اس منصب جلیلہ کے لیے مشیت نے اپنے بندوں میں **صرف اور صرف مردوں کا ہی انتخاب کیا**۔ایک ایسی چشم کشا حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ نبی ورسول کا منصب محض پیغام ربانی کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کا ہی نام نہیں بلکہ اس منصب کا تقاضہ ربانی ہدایت کی روشنی میں ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو مقصود پروردگار ہے اور یہ مرحلہ کس درجہ کٹھن اور جاں گسل ہوتا ہے، قرآن کریم میں تمام انبیاءورسل کے واقعات میں اس کا بیان رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اپنی جسمانی ساخت اور نازکی، کی وجہ سے کوئی خاتون

اس مشکل اور کٹھن راہ کا مسافر بن ہی نہیں سکتی تھی۔ چنانچہ اس مقام پر، ہمیں اس بلند و بالا شخصیت کے حقیقی مقام کا ادراک ہو جاتا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے مرتبہ عظیم کی بناء پر اللہ کا نبی ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی وحی ربانی کو لوگوں تک پہنچانے اور اس وحی کی روشنی میں ایک معاشرے کی تشکیل اور اللہ کریم کے عطا کئے ہوئے ضابطہ حیات کے عملی نفاذ کی جدوجہد کرنے کی جہت سے ایک رسول ہوتا ہے۔ وہ نہایت ہی آہستہ خرامی سے بتدریج ایک ایسی ٹیم کی تشکیل کرتا ہے جو بعد میں اس دنیا میں دین کے تمکن اور عملی نفاذ کو ممکن بنا دیتی ہے۔

نبی و رسول ایک ہی شخصیت کے دو عہدے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں ۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی انسان رسول ہو لیکن وہ بلند و بالا حیثیت کا مالک نہ ہو۔ اس ہی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ کریم کسی انسان کو وحی جیسے عظیم المرتبت نعمت سے نوازے اور وہ ایک بلند و بالا مرتبہ کے مالک بن جانے کے بعد اس وحی ربانی کو دوسروں تک منتقل نہ کرے۔

قرآن کریم نے تمام انبیاء علیہ سلام کو رسول بھی کہا ہے ۔ جس طرح وہ تمام انبیاء علیہ سلام پر ایمان کا تقاضا کرتا ہے اس ہی طرح وہ تمام مرسلین پر ایمان کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّين ۔۔۔2/177

اللہ پر ایمان، روز قیامت پر ایمان، اللہ کے ملائکہ پر ایمان، اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان، اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء پر ایمان۔۔۔

مزید ارشاد فرمایا۔

آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ۔۔۔[۲:۲۸۵]

اللہ پر ایمان، اللہ کے ملائکہ پر ایمان، اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر ایمان، اللہ کے بھیجے گئے رسولوں پر ایمان۔۔۔

کسی مومن کا ایمان مکمل ہو نہیں سکتا اگر وہ ان میں سے کسی ایک سے بھی انکار کر دے یا کسی ایک کو اپنے ایمان کا جز نہ قرار دے۔

اب اگر کسی ایسے عقیدے کو مان لیا جائے کہ جناب انبیاء کی آمد کا سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے لیکن رسول آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے تو پھر حضور اکرم ﷺ کے بعد کے تمام کے تمام مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ صحابہ کرام کے سے لے کر آج تک عام انسان کسی ایسے رسول کی آمد سے بے خبر ہے جس پر ایمان لانا قرآن کریم کے حکم کے مطابق لازم ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس بات کا تعین کیسے ہو گا کہ کون اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہے اور اگر محض کسی انسان کے دعوے کو ہی اس کے رسول ہونے کی سند مان لیا جائے تو پھر اس عقیدے کا بھی وہ ہی انجام ہے جو عقیدہ مسیح علیہ سلام کی واپسی اور کسی نام نہاد مہدی کی آمد کا ہے **کہ جس نے بھی اس کا دعویٰ کیا مارا گیا۔**

قرآن کریم اس گمراہ کن عقیدے کو جڑ سے کاٹ پھینکتا ہے جب وہ ان ہی اصحاب کو جنھیں وہ نبی کہہ کر پکارتا ہے اپنے رسول بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَمِن ذُرِّيَّتِهِۦ دَاوُۥدَ وَسُلَيْمَٰنَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿84﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿85﴾ وَإِسْمَٰعِيلَ وَٱلْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا ۚ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿86﴾ وَمِنْ ءَابَآئِهِمْ وَذُرِّيَّٰتِهِمْ وَإِخْوَٰنِهِمْ ۖ وَٱجْتَبَيْنَٰهُمْ وَهَدَيْنَٰهُمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿87﴾ ذَٰلِكَ هُدَى ٱللَّهِ يَهْدِى بِهِۦ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۚ وَلَوْ أَشْرَكُوا۟ لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿88﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا۟ بِهَا بِكَٰفِرِينَ ﴿89﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ ۖ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقْتَدِهْ ۗ قُل لَّآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَٰلَمِينَ ۔۔ ﴿90﴾ (سورۃ ال عمران)

اور ہم نے ان کو اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ

کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں (84) اور (نیز) زکریا کو اور یحیٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو، سب نیک لوگوں میں سے تھے (85) اور نیز اسماعیل کو اور یَسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی (86) اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی (87) اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے (88) یہ لوگ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت سے لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں (89) یہی لوگ ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیئے آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے ۔۔ (90)ترجمہ جناب محمد جوناگڑھی صاحب

آیت بالا میں ان تمام حضرات علیہ السلام کو اللہ کا نبی کہا گیا ہے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا

[۴:۱۵۷]

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو قتل کیا جو اللہ کا رسول تھا حالانکہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی دراصل شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس بھی اس معاملہ میں کوئی یقین نہیں ہے محض گمان ہی کی پیروی ہے انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا [احمد علی]

مزید فرمایا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا [۱۹:۵۴]

اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر کرو وہ وعدے کا سچا تھا اور رسُول نبی تھا [ابوالاعلیٰ مودودی]

مزید فرمایا۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ۚ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ۚ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

[۴:۱۶۳]

اے محمدﷺ! ہم نے تمہاری طرف اُسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف وحی بھیجی ہم نے داؤدؑ کو زبور دی [ابوالاعلی مودودی]

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا [۴:۱۶۴]

ہم نے اُن رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اِس سے پہلے تم سے کر چکے ہیں اور اُن رسولوں پر بھی جن کا ذکر تم سے نہیں کیا ہم نے موسیٰؑ سے اِس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے [ابوالاعلی مودودی]

رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا [۴:۱۶۵]

یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ اُن کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے اور اللہ بہر حال غالب رہنے والا اور حکیم و دانا ہے [ابوالاعلی مودودی]

آیات بالا میں ان ہی حضرات علیہ سلام کو جنھیں ان سے پہلے کی آیات میں انبیاء علیہ سلام کہا گیاہے اللہ کے رسول کہا گیا ہے چنانچہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نبوت و رسالت ایک ہی شخصیت کے دو عہدے ہیں۔

ہمارے قرآنی فکر کے دعوے دار احباب کا یہ عقیدہ (حالانکہ یہ عقیدہ در حقیقت "بہائی" فرقہ کا عقیدہ ہے) بھی سامنے آیا ہے کہ نبی صاحب کتاب ہوتا ہے لیکن رسول صاحب کتاب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس جہت سے وہ نبی و کتاب کے خاتمے کو تو مانتے ہیں لیکن ہر دور میں کسی رسول کے ہونے کے قائل ہیں جو کتاب آخر یعنی قرآن کریم کی تعلیمات کو عام کرے اور دین کے عملی نفاذ کی جدوجہد کرے لیکن قرآن کریم اس باطل عقیدے کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ چنانچہ ایک طرف وہ تمام انبیاء علیہ سلام کی طرف کتاب کے نزول کو بیان کرتا ہے تو تمام رسولوں کی طرف بھی وحی خداوندی کا پتہ بھی دیتاہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالٰی ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ [۵۷:۲۵]

بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزانِ عدل نازل فرمائی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہو سکیں، اور ہم نے (معدنیات میں سے) لوہا مہیّا کیا اس

میں (آلاتِ حرب و دفاع کے لئے) سخت قوّت اور لوگوں کے لئے (صنعت سازی کے کئی دیگر) فوائد ہیں اور (یہ اس لئے کیا) تاکہ اللہ ظاہر کر دے کہ کون اُس کی اور اُس کے رسولوں کی (یعنی دینِ اسلام کی) بِن دیکھے مدد کرتا ہے، بیشک اللہ (خود ہی) بڑی قوت والا بڑے غلبہ والا ہے، [طاہر القادری]

آیت بالا میں تمام رسولوں پر کتاب کے نزول کا بیان ہے۔ مزید فرمایا۔

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ [۲:۲۱۳]

سب لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل کیں تاکہ لوگوں میں اس بات میں فیصلہ کرے جس میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہیں لوگوں نے جنھیں وہ (کتاب) دی گئی تھی اس کے بعد کہ ا ن کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں آپس کی ضد کی وجہ سے پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی ان کو جو ایمان والے ہیں اس حق بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے [احمد علی]

آیت بالا میں تمام انبیاء پر کتاب اللہ کے نزول کا بیان ہے۔

بات تو عقل و شعور کی ہے۔ کوئی بھی پیام بر کیا کرنے آئے گا اگر اس کے ساتھ ہدایت ہی نہ ہو وہ کس شئے کی تبلیغ و ترویج کرے گا؟

دلائل بالا اور آیات قرآنی کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نبی یا رسول ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں۔ وحی خداوندی کے حصول کی وجہ سے وہ ہی شخصیت اپنے بلند و بالا عظیم منصب پر ایک نبی کے نام سے فائز ہوتی ہے تو اس وحی خداوندی کو دوسرے انسانوں تک پہنچانے اور اس وحی کی روشنی میں دین کے نفاذ کی عملی جدوجہد کرنے کا عمل رسالت کہلاتا ہے۔

ہر نبی رسول ہوتا ہے اور ہر رسول نبی ہوتا ہے۔

وحی ربانی کی عدم موجودگی میں کوئی انسان نہ تو نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی رسالت کا۔ یہ تصور کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کی آمد کا سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے۔ نزول وحی کا سلسلہ تو ختم ہو گیا ہے لیکن اس کتاب آخر کی تعلیم اس کے نفاذ کے لیے رسولوں کی آمد جاری و ساری ہے **مکمل طور پر غیر قرآنی عقیدہ ہے۔**

کسی نبی ورسول کے جانے کے بعد اس کی کتاب پر عمل درآمد کے لیے کسی رسول کی آمد تو بہت دور کی بات ہے کسی دور میں دو رسولوں کی ایک ہی وقت بعثت بھی الگ الگ وحی خداوندی کے بغیر ممکن نہ تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ سلام اور حضرت ہارون علیہ سلام ایک ہی وقت میں اللہ کے رسول تھے۔ قرآن ہمیں موسیٰ علیہ سلام کی کتاب کا بتاتا ہے تو پھر حضرت ہارون علیہ سلام پر کسی اور کتاب کے نزول کی کیا ضرورت تھی لیکن قرآن اس حوالے سے واضح بیان فرماتا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ [۲۱:۴۸]

اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی اور روشنی دینے والی اور پرہیز گاروں کو نصیحت کرنے والی کتاب دی تھی[احمد علی]

سوال یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں، ایک ہی قوم پر دو رسول موجود ہوں، تب بھی ان دونوں کی رسالت مکمل نہیں ہوتی اگر ان پر اللہ کریم کی طرف سے وحی نازل نہ ہوتی ہو۔ بغیر وحی کے نہ نبوت کا تصور ہے اور نہ ہی رسالت کا۔

حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ در حقیقت وحی ربانی کے جاری و ساری رہنے کا دعویٰ ہے۔ قرآن کریم کی اکملیت پر سوالیہ نشان ہے۔ ہر دور میں مختلف لوگ اس طرح کے غیر قرآنی نظریات کو سامنے لاتے رہے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمیں وحی کی حقیقت کو سمجھنا ہو گا۔

آپ غور فرمائیں کہ **قرآن کریم نے تمام نوع انسانی کو اس کی عملی زندگی کے لیے تمام تر ہدایات عطا فرمادی ہیں۔ قرآن کریم نے یہ طے کر دیا ہے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے۔ کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے۔ کیا جنت ہے اور کیا جہنم ہے۔ اب کسی نئے رسول کی آمد در حقیقت ایک نئی وحی خداوندی کی آمد کا دعویٰ ہے۔ جو یہ طے کرے گی کہ اب کون کون سی چیزیں حلال ہیں اور کیا حرام ہے۔ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے۔ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے اور اس طرح وہ تمام ہدایات وراہنمائی جو قرآن کریم میں ابدی طور پر عطا فرمادی گئ ہیں وہ فقط یاد ماضی بن کر رہ جائیں۔ اور دور حاضر کے عیار اور فطین لوگ انسانوں پر اپنی مرضی و منشاء کے قوانین نافذ کر سکیں۔**

آخر میں وہ آیت مبارکہ پیش خدمت ہے، جو کسی نئے رسول کی آمد کے تصور اور عقیدے کو جڑ سے کاٹ دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ [٦١:٦]

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل بے شک میں اللہ کا تمہاری طرف سے رسول ہوں تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہو گا پس جب وہ واضح دلیلیں لے کر ان کے پاس آگیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے [احمد علی]

آیت بالا اس سنت خداوندی کو بیان کرتی ہے کہ ہر جانے والا رسول، اپنے بعد آنے والے رسول کا پتہ اپنے پیروکاروں کو لازماً دیا کرتا تھا تاکہ اس کی قوم کے جو افراد اس آنے والے رسول کے دور میں موجود ہوں وہ اس رسول کو پہچان لیں اور اس پر ایمان لے آئیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ سلام نے اپنی قوم کو اپنے بعد آنے والے رسول نبی مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ ان کے نام کے ساتھ دے دیا تھا۔ لیکن پورے قرآن میں نبی اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کسی آنے والے کا کوئی ذکر ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش البتہ لغوی معنوں میں امت محمدیہ کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ رسول ہے جس پر دین کی تبلیغ اور اس کے نفاذ کے لیے عملی جدوجہد کرنے کا فریضہ لازم ہے۔ نیز اس ہی طرح قرآن کریم بھی اپنی جگہ خود رسول ہے جو لوگوں کی راہنمائی کے لیے ہر وقت ہر لمحہ دستیاب ہے اور خصوصاً ہمارے ان دوستوں کے گھروں میں تو لازماً موجود ہے جو اس عظیم الشان حقیقت کے ہوتے

ہوئے، اپنے جیسے کسی دوسرے انسان کی آمد کے منتظر و محتاج ہیں اور اس سچائی کا عملی نمونہ ہیں کہ ہم خود سے نہ تو اس کتاب عظیم کے سانچے میں ڈھلیں گے اور نہ ہی کسی اور کو ایسا کرنے کی ترغیب دیں گے ہم تو اپنی موجودہ حالت میں ہی رہیں گے ہاں اگر کوئی اور آکر ہمیں سدھار دے تو سدھار دے۔ ہم خود سے سدھرنے والے نہیں۔

تمت بالخیر